بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

لید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کا ترجمان

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: حافظ عارف سلمان روپڑی

جلد 56 | جمعۃ المبارک | 15ربیع الثانی 1433ھ 9تا15مارچ 12ء | شمارہ 10 | فون 7656730 فیکس 7659847

جماعت اہلحدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ ومجلس عاملہ کا مشترکہ سالانہ اجلاس

جماعت اہلحدیث پاکستان کی مجلس عاملہ ومجلس شوریٰ کا مشترکہ

سالانہ اجلاس مورخہ 18 مارچ 2012ء بروز اتوار، بوقت صبح 9:00 بجے

بمقام مرکزی دفتر جامع مسجد القدس رحمٰن گلی نمبر 5 چوک دالگراں لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔

صدارت اجلاس کی صدارت حضرت الامیر جناب حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ تعالیٰ کریں گے۔ ان شاء اللہ

ملک کی موجودہ صورت حال میں اجلاس کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اجلاس میں اپنی شرکت کو یقینی بناتے ہوئے تجاویز کے ہمراہ پابندی وقت کے ساتھ تشریف لائیں۔

واجر کم علی اللہ سبحانہ وتعالیٰ

ایجنڈا

1۔ موجودہ ملکی حالات میں جماعتی موقف

2۔ سالانہ کارکردگی کا جائزہ

3۔ عام انتخابات میں جماعتی پالیسی

4۔ دیگر امور باجازت حضرت الامیر مدظلہ

مزید معلومات کے لیے مرکزی دفتر

فون: 0423-7656730

0300-9476230

0300-4583187

ملتمس!

پروفیسر میاں عبدالمجید

ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان

0301-7429291

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

اللہ کے خوف اور قرآن کی وجہ سے آنسو بہانا

وعن ابی أمامة صدی بن عجلان الباهلی رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: لیس شیء احب الی الله تعالی من قطرتین والرین. قطرة دموع من خشیة الله، وقطرة دم تهراق فی سبیل الله واما الاثران. فاثرفی سبیل الله تعالی واثر فی فریضة من فرائض الله تعالی. [سنن ترمذی ابواب الجهاد، باب ماجاء فی المرابط حدیث:١٦٦٠]

سیدنا ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں، ایک آنسوؤں کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلے اور دوسرا وہ قطرہ خون جو اللہ کے راستے میں بہایا جائے، رہے دو نشان! ایک نشان تو وہ ہے جو اللہ کے راستے (لڑائی) میں لگے اور دوسرا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فرض ادا کرتے ہوئے لگے۔

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ڈر سے آنسو نکلنے والے عمل کو بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین عمل قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود بھی اللہ کے خوف سے روتے اور اسلاف میں بھی یہ عمل پایا جاتا تھا کہ وہ اللہ کے ڈر سے بہت رویا کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول معظم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے، اس طرح آواز نکل رہی تھی جیسے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا سے نکلتی ہے۔

[سنن ابی داود کتاب الصلوٰۃ باب البکاء فی الصلوۃ حدیث:٩٠٤]

ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو خطبہ دیا، (انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) اس جیسا خطبہ میں نے کبھی نہیں سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: **لوتعلمون ماعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا.** جو مجھے معلوم ہے اگر تمہیں بھی معلوم ہو جائے تو تم کم ہنسا کرو اور زیادہ رویا کرو۔ رسول کریم ﷺ کے صحابہ نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور ان کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ [صحیح بخاری کتاب الرقاق، باب قول النبی ﷺ لو تعلمون ماأعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا۔حدیث:٦٤٨٦]

رسول معظم ﷺ نے فرمایا: **لا یلج النار رجل بکی من خشیة الله حتی یعود اللبن فی الضرع.** وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا جو اللہ کے ڈر سے رویا، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔ [سنن ترمذی ابواب الجهاد باب ماجاء فی فضل الغبار فی سبیل الله حدیث:١٦٣٣]

جب رسول کریم ﷺ کی تکلیف زیادہ شدید ہوگئی تو آپ ﷺ سے نماز کے بارے پوچھا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوبکر نرم دل آدمی ہیں، جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں کہیں کہ وہ نماز پڑھائیں۔

[صحیح بخاری کتاب الایمان باب حدالمریض أن یشهد الجماعة،حدیث:٦٦٤]

ان تمام احادیث سے بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے رونا بہت ہی بڑے اجر کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ توفیق بخشے۔ آمین

☆..........☆..........☆

جماعت اہلحدیث کا ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول

حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 10

15 ربیع الثانی ☆ 1433ھ

9 مارچ ☆ 2012ء

C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید

مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی

معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی

نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم

منیجر : شہادت طور

0300-4583187

کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی

0300-4184081

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ النساء	6
حافظ عبدالمنان نور پوریؒ	9
خلق عظیم کی جھلک	11
نبی کریم ﷺ بحیثیت ایک مثالی تاجر	13
داعیان حق کے لیے ضابطہ اخلاق	18

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے

سالانہ - 300 روپے

بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5

چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

ڈاکٹر عظیم الدین لکھوی کی الیکشن میں کامیابی ناکامی میں تبدیل

مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب سے کوچہ سیاست میں قدم رکھا ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ کے بعد انہوں نے سیاسی وابستگی میاں نواز شریف کے ساتھ رکھی۔ وہ قصور چھانگا مانگا کے علاقے میں اتنے ہر دلعزیز تھے کہ ہر الیکشن میں بھاری اکثریت سے جیتے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے ہونہار بیٹے ڈاکٹر عظیم الدین لکھوی صاحب ضمنی الیکشن میں اس سیٹ پر بطور امیدوار کھڑے ہوئے، چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت لکھویؒ سے تعلق خاطر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شریف برادران ڈاکٹر صاحب کو مسلم لیگ (ن) کا ٹکٹ دے دیتے یا کم از کم ان کے مقابلے میں امیدوار کھڑا نہ کرتے لیکن واقعی سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا۔ مسلم لیگ (ن) نے ڈاکٹر صاحب کے مقابلے میں اپنا امیدوار کھڑا کیا اور خوب مقابلہ رہا لیکن ڈاکٹر صاحب کامیاب ہو گئے اور غیر سرکاری طور پر ان کی کامیابی کا اعلان کر دیا گیا مگر راتوں رات ڈاکٹر صاحب کی کامیابی کو ناکامی میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور دوبارہ گنتی کا ڈول ڈال دیا گیا۔ پنجاب حکومت کو الیکشن کے ضوابط کا بخوبی علم ہونا چاہیے کہ پولنگ سٹیشنز پر امیدواروں کے نامزد کردہ ایجنٹ موجود ہوتے ہیں، پولنگ کے دوران انتخابی عمل کی نگرانی کے بعد جب ووٹوں کی گنتی ہوتی ہے تو ان ایجنٹ حضرات کی موجودگی میں ہر امیدوار کے لفافے میں اس کے ووٹ ڈال کر اس لفافے کو سر بمہر کیا جاتا ہے اور موقع پر موجود تمام پولنگ ایجنٹ حضرات سے اس پر دستخط کرائے جاتے ہیں، گنتی کا گوشوارہ اور پولنگ سٹیشن پر نتیجہ کی کامیابی غرضیکہ ہر لفافہ جو سیل کیا جاتا ہے ہر کاغذ جو تیار کیا جاتا ہے اس پر پولنگ ایجنٹ دستخط کرتا اور تمام ریکارڈ سیل کر کے ریٹرننگ افسر کے حوالے کیا جاتا ہے۔ ووٹوں کی دوبارہ گنتی کا بھی اپنا ایک مقرر کردہ طریقہ کار ہے، امیدوار یا اس کے نمائندے کی موجودگی کے بغیر ان سیلوں کو توڑ کر دوبارہ گنتی کرنا انتہائی مشکوک عمل ہے کیونکہ کامیاب امیدوار کے لفافے کو کھول کر اس کے ووٹوں پر مہر کسی اور امیدوار کے سامنے لگا کر ووٹ ضائع کر دینا انتہائی آسان ہے۔ اس لیے یہ تمام عمل ایسا رکھا گیا ہے کہ دھاندلی کا احتمال نہ رہے۔ ہمیں نہیں معلوم یہ سارا عمل شفاف طریقے سے اپنایا گیا ہے یا نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا دن بھر پولنگ کے دوران کسی پولنگ سٹیشن سے اطلاع ملی کہ ڈاکٹر عظیم الدین لکھوی نام کا ایک شخص مسلم لیگ (ن) اور پنجاب حکومت سے زیادہ طاقت ور ہے اور وہ دھاندلی کرا رہا ہے؟ کیا گنتی کے دوران کسی پولنگ سٹیشن سے شکایت ملی کہ اس طاقت ور شخص نے پولنگ کے تمام افسران اور دوسرے تمام ایجنٹوں کو بے بس کر کے اپنی مرضی سے گنتی میں ردوبدل کیا ہے؟ جب پولنگ پر امن ہوئی ہے تمام پولنگ سٹیشنوں پر گنتی کا عمل بھی درست طریقے سے ہوا، جب تمام پولنگ ایجنٹس اور پریذائیڈنگ افسران نے دستخط صحیح طور پر کر دیے تو پھر نتیجے میں غلطی تو یہی باقی رہ جاتی ہے کہ مسلم لیگ (ن) کا امیدوار کیوں کامیاب نہیں ہوا۔ عام طور پر دوبارہ گنتی عدالتی حکم سے ہوتی ہے اور وہ بھی کھلی عدالت

میں تمام امیدواروں کے سامنے۔میاں نواز شریف صاحب نے جب سے (ن) لیگ کے پلیٹ فارم سے سیاست شروع کی ہے، اہلحدیث کی غالب اکثریت ان کے ساتھ رہی ہے۔میں آنجناب کو یہ بھی عرض کردوں کہ اہلحدیث کے تنظیمی اختلافات دوسری دینی جماعتوں کی طرح شدید نہیں ہوتے، ہماری کمٹمنٹ اپنے مسلک سے جو خالصتاً قرآن وسنت ہے۔اتنی شدید ہے کہ ہم تنظیمی اختلافات کو اتنی اہمیت نہیں دیتے اہلحدیث کی تمام تنظیموں کے سربراہوں، عہدیداروں بلکہ اہلحدیث عام حضرات کا آپس میں محبت اور پیار مثالی ہے۔

جماعت اہلحدیث میں روپڑی خاندان، لکھوی خاندان، غزنوی خاندان اپنی مسلکی تعلیمی اور تبلیغی مساعی کی بدولت ہر اہلحدیث کے نزدیک تمام تر تنظیمی اختلافات کے باوجود انتہائی قابل احترام ہیں۔ان خاندانوں کے ساتھ ہر اہلحدیث فرد کی ایک جذباتی وابستگی ہے، ان خاندانوں کے کسی فرد کے ساتھ زیادتی کو ہر اہلحدیث انتہائی محسوس کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا ردعمل بھی شدید ہوگا۔اہلحدیث کی تمام تنظیموں نے ہمیشہ نواز شریف کا ساتھ دیا ہے اور ہمارے بارے میں لوگ جانتے ہیں کہ ہمیں منافقت نہیں آتی۔اپنی اپنی تنظیم کے قائد کی اطاعت ہمارے امیر کی اطاعت ہے۔میاں نواز شریف نے چند ماہ کی ایک ضمنی سیٹ کے لیے ایسی جماعت کو ناراض کرلیا ہے جو اس کے ساتھ اس کی اپنی پارٹی سے بھی زیادہ مخلص تھی اور اس حقیقت کو میاں نواز شریف بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔میاں صاحب مستقبل کی سیاست میں اس ایک سیٹ کو رکھ کر اپنے نفع ونقصان کی بیلنس شیٹ تیار کرلیں ابھی وقت ہاتھ سے گیا نہیں ابھی تلافی ہوسکتی ہے، میاں صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ اہلحدیث جماعت کے لیے ہر پارٹی نے اپنے دروازے کھلے رکھے ہوئے ہیں، اس سے پہلے کہ پانی سر سے گزر جائے معاملے کی اصلاح کرلینا ہی دانشمندی ہے۔

عدم خلوص کے بندوں میں ایک خامی ہے
ستم ظریف بڑے جلد باز ہوتے ہیں

میموسکینڈل کا جادو سرچڑھ کر بول رہا ہے منصور اعجاز کے ہوشربا انکشافات

منصور اعجاز میموسکینڈل جس نے حکمرانوں کے ہاتھوں کے طوطے اور راتوں کی نیندیں اڑا کر رکھی ہوئی تھیں، کبھی اسے کاغذ کا پرزہ، کبھی منصور اعجاز کو ایک بلیک میلر اور کبھی گواہی کے لیے پاکستان آنے پر بغاوت کا مقدمہ واپس نہ جانے دینے کی دھمکیاں اور وزیر داخلہ کی ہرزہ سرائی کہ کسی طرح منصور اعجاز گواہی دینے پاکستان نہ آجائے اور پھر جب دھمکیوں نے کام دکھایا اور منصور اعجاز نے کہا کہ مجھے کیا پڑی ہے پھانسی کا پھندا گلے میں ڈالنے کے لیے پاکستان آؤں تو حکمرانوں نے بھی سکھ کا سانس لیا اور پھر اب معاملہ ختم ہوگیا ہے کی رٹ شروع کردی۔ادھر حسین حقانی جتنے دن پاکستان رہا اسے وزیراعظم ہاؤس کے ایک گوشے میں قیدیوں کی طرح رکھا اور عدالت میں بھی سیکورٹی کے نام پر خاص آدمیوں کے زیرنگرانی آنے جانے کا انتظام کیا کہ اگر یہ وعدہ معاف گواہ بن گیا تو پھر نہ معلوم پھندا کس کس کے گلے میں فٹ ہو۔ادھر عدالت کی طرف سے بیرون ملک جانے پر پابندی ختم ہوئی ادھر فی الفور اسے باہر بھیج دیا گیا لیکن جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا۔ میموکمشن نے حقائق جاننے کے لیے منصور اعجاز کا بیرون ملک ویڈیو بیان ریکارڈ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس بیان میں منصور اعجاز بولا تو بولتا ہی گیا اس نے ایوان صدر میں براجمان شخص کے چہرے سے نقاب کھینچی تو موصوف پوری طرح عریاں ہوگئے، منصور اعجاز نے کہا کہ ایبٹ آباد آپریشن جو کہ ایک آزاد ملک پر غیرملکی حملہ تھا اس کی صدر پاکستان کو نہ صرف اطلاع تھی بلکہ صدر صاحب کی منظوری سے پاکستان پر حملہ ہوا تھا۔اب جو عقل گھتیوں کو سلجھانے بیٹھی تو چودہ طبق روشن ہوگئے، ادھر رات کو ایبٹ آباد میں آپریشن ہوا، ادھر امریکہ میں صبح کے اخبار میں صدر پاکستان کا مضمون بھی چھپ گیا اور اپنی وفاؤں کا ذکر بھی۔ادھر وزیراعظم صاحب کی کامیاب آپریشن پر مبارکباد بھی چھپ گئی، گویا ڈرامے کے سارے سکرپٹ پہلے سے ہی لکھے جاچکے تھے۔اب تو یہ بھی سچ سامنے آگیا ہے کہ آرمی چیف ایف سولہ کے ذریعے ان امریکی ہیلی کاپٹروں کو مار گرانا چاہتے تھے لیکن صدر مملکت جو مسلح افواج کے سپریم کمانڈر ہیں انہوں نے حکماً روک دیا۔ڈاکٹر صفدر محمود صاحب نے 4 مارچ کے جنگ اخبار میں ایک کالم لکھا اور بتایا کہ صدر صاحب کے ایک انتہائی قریبی سیاستدان نے انہیں بتلایا کہ اس آپریشن کا صدر پاکستان کو علم تھا اور اس آپریشن کو روکنے کے نتیجے میں سنگین دھمکی دی تھی۔پانچ مارچ کو انصار عباسی نے جنگ میں اپنے کالم میں ایک خفیہ ایجنسی کے ملازم کو ای میل کے ذریعے یہ بتایا کہ ایبٹ آباد آپریشن صدر زرداری کی منظوری سے ہوا۔اب واقعات کی تمام کڑیاں خود بخود مل رہی ہیں اور کھرا سیدھا ایوان صدر کو جاتا ہے۔اب حقیقت معلوم ہوئی کہ میموسکینڈل کاغذ کا ایک پرزہ ہے، جناب جج ملزم کو پھانسی کی سزا بھی ایک کاغذ کے پرزے پر ہی لکھ کر دیا کرتے ہیں، پرزہ تو پھندا بھی بن سکتا ہے اگر کسی ملک کا صدر ہی اپنے ملک پر ہیلی کاپٹروں اور ڈرون طیاروں سے حملے کرانا شروع کردے تو اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔اب ساری آزمائش عدلیہ پر آپڑی ہے، ایوان صدر نے تو ایک مستقل تردیدی رکھا ہے ہر حقیقت کی تردید کرنا اس کا کام ہے، عدلیہ اب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرکے قوم کو بتائے کہ حقیقت کیا ہے؟ لیکن منصور اعجاز اگر جھوٹا ہے تو سارا بوجھ حسین حقانی کے بلیک بیری پر آن پڑا ہے، حسین حقانی تردید کے لیے نہ خود آئے گا نہ اپنا بلیک بیری دے گا نہ اس کا پن کوڈ دے گا نہ متعلقہ کمپنی کو فون ریکارڈ مہیا کرنی کی اجازت دے گا۔اب جرم جس کی سزا موت ہے ملزم اگر بے گناہ ہے تو اپنی بے گناہی کے لیے اپنا بلیک بیری دے دے کیا زرداری صاحب ایسا کرنے دیں گے؟

☆.........☆.........☆

حافظ عبدالوہاب روپڑی

جبراً صلح اور اس کا شرعی حکم

سوال نمبر 1۔ اگر ایک شخص قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر جھوٹ بولے اور اس کا جھوٹ واضح ہو جائے تو اس شخص کے بارے میں شریعت اسلامیہ کیا کہتی ہے؟

سوال نمبر 2۔ اگر ایک شخص اپنے بیوی بچوں سے متعلق اپنے نان ونفقہ کی شرعی ذمہ داریاں پوری نہ کرے حتیٰ کہ کھانے پینے کے معاملات میں بھی انتہائی بخیل انداز اپنائے کہ ان کی صحت داؤ پر لگا دے اور جان بوجھ کر بیوی کو مجبور کرے کہ سسرال سے رقم وچیزیں مانگ کر لاؤ اور خود ظاہری غربت کا لبادہ اوڑھ کر سونے کے ٹکٹ اور رقم جمع کرتا جائے اور نیت یہ رکھے کہ سات تولے سے زیادہ سونا نہ کروں گا اور سات تولے کے بعد سرمایہ کسی اور طرح جمع کروں گا تا کہ ساڑھے تولے پر زکوۃ ادا نہ کرنی پڑے۔ اس شخص کے بارے میں شریعت اسلامیہ کیا کہتی ہے اور کیا بیوی اور ساڑھے تین سال دو نابالغان سابقہ نفقہ وصول کر سکتے ہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

سائلہ: کرن جاوید اختر قریشی 12-02-25

الجواب بعون الوہاب:

جواب نمبر 1۔ شریعت اسلامیہ نے انسان کو ہر وہ کام کرنے کا حکم دیا ہے جس سے اس کا ایمان، عزت اور مال وغیرہ محفوظ رہے اور اس کام سے منع فرمایا جس کے ارتکاب سے یہ اشیاء محفوظ نہیں رہ سکتی تھیں جبکہ جھوٹ بھی ایسے ممنوع امور میں سے ایک ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِیْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِیْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ صِدِّيْقًا وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِیْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِیْ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ كَذَّابًا ''یقیناً سچائی، نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ، نافرمانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی یقیناً جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اسے بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

(بخاری بشرح الکرمانی کتاب الأدب باب قول الله تعالی یاایها الذین امنوا اتقوالله وقولوا مع الصادقین ج 21ص 172رقم الحدیث 6094)

قرآن مجید میں ہے: ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔'' ''ایمان والو تم اللہ سے ڈرو اور سیدھی یعنی سچی بات کرو''

دوسرے مقام پر فرمایا: ''يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔'' ''اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست فرما دیں گے۔'' قرآن وحدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹ ہلاکت والی چیز ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو ترک کرنے کا حکم دیتے ہوئے سچ بولنے کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے سچ کو جنت کا راستہ اور جھوٹ کو جہنم کا راستہ بتلایا ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے معافی مانگنی چاہیے، جب عام جھوٹ بولنے والا دوزخ کے راستے پر چلتا ہے قرآن مجید تو کلام الٰہی ہے اس کو ہاتھ میں لے کر جھوٹ بولنا اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قبیح افعال سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے

جواب نمبر 2۔ اسلام نے بیوی اور بچوں کا نان ونفقہ خاوند کے ذمہ واجب قرار دیا ہے اگر خاوند اس ذمہ داری کو لوجہ اللہ یعنی شریعت مطہرہ کا حکم سمجھ کر پورا کرے تو یہی چیز اس کے لیے صدقہ جاریہ اور اجر وثواب کا باعث ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ.

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دینار وہ ہے جسے تو اللہ تعالیٰ کے راستے (جہاد) میں خرچ کرے، ایک وہ دینار ہے جو کسی گردن (کے آزاد کرنے) میں خرچ کرے اور ایک وہ دینار ہے جو تو کسی مسکین پر صدقہ کرے اور ایک وہ دینار ہے جو تو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرے، ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار میں ہے جو تو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرے۔'' (مسلم کتاب الزکاۃ باب فضل النفقة علی العیال ج4جزء 7رقم الحدیث 944)

اس حدیث مبارکہ میں ایسے آدمی کا تذکرہ ہے جو صاحب نصاب نہیں بلکہ قلیل آمدن والا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کی جائز ضروریات کو پورا کرے کیونکہ ان کو پورا کرنا اس پر واجب ہے (بقیہ: 10)

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر16) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (۲۵)

"اورتم میں سے جس کو آزادعورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ ہوتو وہ کسی مومنہ لونڈی سے نکاح کرلے اوراللہ تعالیٰ تمہارے ایمان سے خوب اچھی طرح واقف ہے (عورت آزاد ہویا غلام) سب ایک ہی جنس سے ہیں، اس لیے تم ان سے ان کے مالکوں کی اجازت سے ہی ان سے نکاح کرسکتے ہواوردستور کے مطابق انہیں ان کا حق مہراداکرو (تاکہ) وہ پاکدامن ہوں نہ کہ اعلانیہ بدکاری کرنے والیاں اورنہ ہی خفیہ آشنائی کرنے والیاں ہوں پھرنکاح میں آجانے کے بعد بھی اگر یہ بدکاری کاارتکاب کریں توان کی سزاآزادعورتوں سے آدھی ہے، یہ سہولت (لونڈیوں سے نکاح کی) تم میں سے اس شخص کے لیے ہے جوزنا کے گناہ میں پڑجانے سے ڈرتا ہو اوراگرتم صبروضبط سے کام لوتو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اوراللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

طَوْلًا: طاقت۔ فَتَيٰتِكُمْ: تمہاری کنیزیں۔

مُحْصَنٰتٍ: (نکاح) میں آنے والیاں۔

مُسٰفِحٰتٍ: اعلانیہ بدکاری کرنے والیاں۔ اَخْدَانٍ: خفیہ طورپر۔

فَاِذَآ اُحْصِنَّ: پھرجب وہ نکاح میں آجائیں۔ اَلْعَنَتَ: زنا۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیت مبارکہ میں جن عورتوں سے نکاح حرام تھاان کا تذکرہ کرتے ہوئے ان عورتوں کاذکرکیا گیا کہ جن سے نکاح حلال تھا، اس آیت مبارکہ میں بتلایا گیا ہے کہ اگرکوئی آزادمومن عورتوں سے نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہواوروہ اپنی عفت کومحفوظ بھی نہیں رکھ سکتا تواسے چاہیے کہ مومنہ لونڈی سے نکاح کرلے تاکہ وہ اپنی عفت کومحفوظ کرسکے۔

التوضیح:

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ.

انسانی زندگی میں دوچیزیں (نسب اورعفت) بڑی اہمیت کی حامل ہیں، اس لیے اسلام نے ان کی حفاظت کابہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے یہاں تک کہ ان دونوں چیزوں کی حفاظت کی غرض سے سزائیں بھی مقرر کیں ہیں اوراسی غرض سے شریعت مطہرہ نے نکاح کاسلسلہ رائج فرماتے ہوئے انسان کومختلف ہدایات دیں، ان میں سے ایک ہدایت یہ تھی کہ تم میں سے جوبھی نکاح کی طاقت رکھتا ہواسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ انسانی نظر کونیچا اورشرم گاہ کومحفوظ کرنے کانہایت اچھاذریعہ ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ

لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. ''اے نوجوانو!تم میں سے جو شخص نکاح (حقوق زوجیت اور بیوی کے نان ونفقہ) کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ شادی کرلے کیونکہ نکاح سے نگاہ نیچی اور شرمگاہ بچی رہتی ہے اور جو یہ طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے جو اس کی شہوت کو توڑ دیں گے۔'' (صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب النکاح باب قول النبی ﷺ من استطاع منکم الباءۃ ج 19 ص 45 رقم الحدیث 5066)

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو تم میں سے آزاد پاکدامن مومنہ عورتوں سے نکاح کی طاقت نہیں رکھتا اور اسے بدکاری میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو وہ مومنہ لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کرلے کیونکہ شرافت کا حقیقی معیار آزادی یا غلامی نہیں بلکہ ایمان ہے جب تم مومنہ لونڈی سے شادی کرو گے تو تمہیں یہ معیار ہر حال میں میسر آجائے گا تم نہیں جانتے کہ کون حقیقی معنوں میں ایمان دار ہے یا کون اس نعمت سے محروم ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان سے بخوبی واقف ہے اور وہ دل کی کیفیت و حالت کو بخوبی جانتا ہے جس کو تم نہیں جانتے، تمہیں چاہیے کہ ظاہری حالت دیکھ کر فیصلہ کرو اور اسی کے مطابق ہی عمل کرو کیونکہ دنیاوی امور کا تعلق ظاہری اعمال اور آخرت کے احکام کا تعلق انسان کے باطن میں پوشیدہ نیتوں کے ساتھ ہے اس لیے تمہیں ظاہر پر ہی حکم لگانا چاہیے۔

پھر فرمایا: بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ کہ تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو جو فائدہ تمہیں ایک آزاد عورت سے ملنے کی امید ہے وہی فائدہ تمہیں لونڈی سے بھی مل سکتا ہے کیونکہ جس طرح ایک آزاد عورت کے پاس تمہاری فطری خواہشات کی تکمیل کا سامان موجود ہے اسی طرح وہی سامان لونڈی کے پاس بھی موجود ہے اس لیے لونڈی کے ساتھ نکاح کرکے اپنے نسب اور عفت کو محفوظ کرنا چاہیے۔

پھر فرمایا: فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ. اللہ تعالیٰ نے لونڈیوں کے ساتھ نکاح کا طریقہ بتلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم ان لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے ہی نکاح کرسکتے ہو اور تم دستور کے مطابق ان کو حق مہر بھی ادا کرو یعنی منکوحہ عورت اگر لونڈی ہو اس کو بھی آزاد عورت کی طرح حق مہر دینا فرض ہے جس طرح ایک آزادی عورت بغیر ولی کے نکاح نہیں کرسکتی اسی طرح لونڈی کا نکاح اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا. ''کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت ازخود اپنا نکاح کرے اپنا ازخود نکاح کرنے والی عورت بدکار ہے۔'' (سنن ابن ماجہ کتاب النکاح العبد باب لا نکاح الا بولی ص 327 رقم الحدیث 1882)

اگر کوئی عورت کسی لونڈی کی مالکہ عورت ہو تو اس عورت کا مالک ہی اس لونڈی کا ولی بنے گا۔

جیسا کہ مذکورہ حدیث میں عورت کو عورت کا نکاح کرنے کی ممانعت ہے، اگر کوئی غلام مرد اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے زانی قرار دیا ہے اس لیے غلام کو بھی چاہیے کہ نکاح کے لیے اپنے مالک سے اجازت لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَهُوَ عَاهِرٌ. ''جس غلام نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر نکاح کیا وہ زانی ہے۔'' (سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی نکاح العبد بغیر اذن موالیہ ص 360 رقم الحدیث 2078 جامع الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی نکاح بغیر اذن سیدہ جزء 4 ص 363 رقم الحدیث 1111)

<u>لونڈیوں سے نکاح اور اس کی شرائط:</u>

آزاد مسلمان مرد کے لیے لونڈی سے مندرجہ ذیل چار شرائط کی موجودگی میں نکاح جائز ہے۔

(1) لونڈیاں مومن ہوں۔ (2) ظاہر اور باطن میں پاکباز ہوں۔

(3) آزاد عورت کے ساتھ مرد میں نکاح کی استطاعت نہ ہو۔

(4) عدم نکاح کی صورت میں بدکاری کا اندیشہ ہو، جب یہ چار شرائط پوری ہوں تب جاکر لونڈیوں کے ساتھ ایک آزاد مرد کا نکاح جائز ہے۔

فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ. جب وہ نکاح کرلیں یا مسلمان ہوجائیں تو پھر ان سے اگر کوئی بے حیائی کا کام سرزد ہوا نہیں آزاد عورتوں سے آدھی سزا دی

جائے گی، اس سے ثابت ہوا کہ لونڈیوں پر صرف کوڑوں کی سزا ہے کیونکہ اس کا نصف ہوسکتا ہے رجم نہیں کیونکہ اس کا نصف کسی بھی صورت ممکن نہیں اگر غیر شادی شدہ لونڈی سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوجائے تو اس پر کوئی حد نہیں بلکہ بطور تعزیر اسے سزا دی جائے گی تاکہ آئندہ وہ فواحش سے اجتناب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اِذَا اُحْصِنَّ کے الفاظ بیان کر کے قید لگادی کہ صرف شادی شدہ ہونے کی صورت میں ہی ان پر حد ہے ورگرنہ نہیں، پھر فرمایا: ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْکُمْ. کہ لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت صرف اس آدمی کو ہے کہ جسے عدم نکاح کی صورت میں زنا کا اندیشہ ہو، اگر اسے بدکاری میں ملوث ہونے کا اندیشہ نہیں تو پھر اس کے لیے صبر اور ضبط سے کام لینا ہی بہتر ہے۔

لونڈی سے نکاح اور اس کی قباحتیں:

جو اولاد اس لونڈی کے بطن سے پیدا ہوگی وہ فطری طور پر احساس کمتری کا شکار ہوگی کیونکہ لونڈی کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد بھی اس کے مالک کی ملکیت ہوگی اور اولاد کو اس احساس کمتری سے بچانے کے لیے تمہارے لیے صبر اور ضبط بہتر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ لونڈی کسی کی ملکیت ہو تو نکاح کی صورت میں حقوق ملکیت اور حقوق زوجیت میں نزاع کی صورت پیدا ہونے کا بھی امکان ہے لہٰذا اس نزاع سے بچنے کے لیے صبر ہی بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کا اختتام اپنے دو اسمائے مبارکہ سے فرمایا: وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. یعنی یہ احکام اللہ تعالیٰ کی طرف رحمت اور کرم و احسان ہیں کیونکہ وہ اپنے بندوں کو تنگی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا بلکہ ان کو کشادگی اور وسعت سے نوازتا ہے۔

نوٹ: حد کے بعد لفظ مغفرت لا کر اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حد ایسا کفارہ ہے کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہ معاف کردیتے ہیں۔

آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

1۔ جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے پاکدامن آزاد مومن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا چاہیے بدیگر صورت وہ پاکدامن مومن لونڈی سے بھی نکاح کرسکتا ہے۔ 2۔ بہتری کا معیار صرف اور صرف ایمان ہی ہے۔

3۔ جو فائدہ ایک آزاد عورت سے تمہیں حاصل ہوتا ہے وہی فائدہ تمہیں ایک مومنہ لونڈی سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ 4۔ مومنہ لونڈی سے نکاح اس کے مالک کی اجازت کے ساتھ ہی ہوسکتا ہے۔

5۔ آزاد عورت کی طرح لونڈی کو بھی حق مہر دینا ضروری ہے۔

6۔ لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کے لیے چار چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے (۱) مومن ہوں۔ (۲) ظاہر و باطن میں پاکباز ہوں۔
(۳) مرد میں آزاد عورت سے نکاح کی استطاعت نہ ہو۔ (۴) عدم نکاح کی صورت میں زنا کا اندیشہ ہو۔

7۔ لونڈی پر آزاد عورت سے نصف سزا ہے، زنا کی صورت میں اس پر رجم نہیں

8۔ اگر کوئی غیر شادی شدہ لونڈی زنا کرلے تو اس پر کوئی شرعی حد مقرر نہیں بلکہ اسے ایسے امور سے مستقبل میں روکنے کے لیے تعزیری سزا دی جائے گی۔

9۔ حد کے بعد مغفرت کا ذکر کرنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حد ایسا کفارہ ہے کہ جسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں

شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نورپوریؒ کی غائبانہ نماز جنازہ

جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹرادھاکشن میں شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نورپوری کی غائبانہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جامعہ محمدیہ قدوسیہ کے ناظم اعلیٰ پروفیسر عبدالحکیم سیف نے حافظ صاحبؒ کی دینی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی سیرت و کردار کے تابندہ نقوش کو اُجاگر کیا۔ انہوں نے کہا مولانا عبدالمنان نورپوریؒ ذہانت و ذکاوت، عدالت وثقاہت اور بیدار دماغی میں ممتاز تھے اور بڑا بلند مقام رکھتے تھے، علم و فضل کے اعتبار سے جامع الکمالات عالم دین تھے۔ ان کی دینی و علمی خدمات کو بھلانا ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے حافظ صاحبؒ کے لیے مغفرت و بخشش کی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین اللھم اغفرلہ وارحمھم واعف عنھم.

(دعا گو: پروفیسر عبدالحکیم سیف)

ضروری اعلان

☆......اگر کہیں خطیب وامام کی ضرورت ہو تو خواہش مند حضرات درج ذیل نمبر پر رابطہ کرسکتے ہیں۔ (0347-4539171)

☆......اگر کہیں صرف خطیب کی ضرورت ہو تو جماعتی احباب اس نمبر پر رابطہ کرسکتے ہیں۔ (حافظ غلام اللہ کاظمی 0306-6449431)

حافظ عبدالمنان نورپوریؒ

عبدالرشید عراقی

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

پروفیسر رشید احمد صدیقی مرحوم اپنی کتاب ''گنج ہائے گرانمایہ'' میں لکھتے ہیں کہ: ''موت سے کسی کو مفر نہیں'' لیکن جو لوگ ملی مقاصد کی تائید وحصول میں آخر کام کرتے ہیں وہ کتنی ہی طویل عمر کیوں نہ پائیں ان کی وفات قبل از وقت اور تکلیف دہ محسوس ہوتی ہے۔

حافظ عبدالمنان محدث نورپوری رحمۃ اللہ علیہ پر یہ جملہ مکمل طور پر صادق آتا ہے جو 26 فروری 2012ء کو گوجرانوالہ میں انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حافظ صاحب نے اپنی زندگی دین اسلام کی نشرواشاعت، قرآن وحدیث کی ترقی وترویج اور تدریس اور شرک وبدعت کی تردید وتوبیخ کے لیے وقف کردی تھی۔ مرحوم حافظ عبدالمنان نورپوری ''اپنی ذات میں ایک انجمن اور اکیڈمی تھے۔ پاکستان میں ان کے جاننے والوں کا شمار ممکن نہیں۔ لیکن کم لوگوں کو اندازہ ہوگا کہ حافظ صاحب کے اس دنیائے فانی سے رحلت کر جانے سے پاکستان کے اہلحدیث کی زندگیوں میں کونسا، کس قسم کا خلاء پیدا ہوا ہے۔ حافظ صاحب مرحوم ان علمائے سلف کی یادگار تھے جن کی ساری زندگی کتاب وسنت کی اشاعت اور علوم اسلامیہ کی تدریس میں بسر ہوئی، ان کی تدریسی زندگی نصف صدی تک محیط تھی۔

حافظ صاحب ایک نہایت اصولی، راست گو، راست باز، حق پسند، مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک اور نیک سیرت بزرگ تھے۔ عدالت و ثقاہت، امانت ودیانت، ذکاوت وفطانت، شجاعت، حفظ وضبط، تقویٰ و طہارت، زہد وورع، علم وحلم میں اپنی مثال آپ تھے۔ علم وفضل اور اپنے تبحر علمی میں جامع الکمالات تھے، تمام علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، متعلقات حدیث، فقہ، اصول فقہ، فقہ المذاہب الاربعہ لغت وادب، اسماء الرجال، تاریخ وسیر، ادب ومعانی، علم کلام، فلسفہ ومنطق اور صرف ونحو میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ ایک عالم دین کی حیثیت سے ان کا مقام ومرتبہ بہت بلند تھا، حدیث اور فقہ اور اسماء الرجال میں پوری دسترس رکھتے تھے، ان کے تحریر کردہ فتاویٰ سے ان کے کمال تفقہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حافظ عبدالمنان نورپوریؒ کی شخصیت تعارف محتاج نہیں۔ پاکستان کا علمی طبقہ حافظ صاحب کی شخصیت سے بخوبی واقف ہے، ان کی ساری زندگی علوم اسلامیہ کی تدریس میں گزری اور ان کے فیوض وبرکات سے ہزارہا افراد مستفیض ہوئے ہیں۔ حافظ صاحب نے علمی میدان میں جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں ان کو تاریخ کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔

غالباً ایسی ہی نادر روزگار شخصیات کے بارے میں شاعر مشرق نے فرمایا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت حافظ صاحب حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلویؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ آف گوجرانوالہ، حافظ عبدالقادر روپڑی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہم اللہ جیسے آسمان علم کے آفتاب وماہتاب ہستیوں کے نقوش تابان کی یادگار اور قیمتی کڑی تھے اور شرافت ووضع داری، فکر وفہم، اعتدال ومیانہ روی، حق شناسی اور علوم وحقائق کے بحر بیکراں تھے۔

اخلاق وعادات میں اعلیٰ وارفع تھے اور یہ حقیقت ہے، اس میں کسی قسم کا مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ:

''میں نے علماء میں ایسا شریف، ایسا نیک باطن، ایسا دوراندیش، ایسا فیاض ایسا سادہ مزاج، اس پر ایسا مستقل مزاج، خوش اخلاق، شیریں گفتار، باغ وبہار، ایسا خشک اور ایسا تر آدمی نہیں دیکھا، ایسا متقی وپرہیزگار اور ساتھ ہی وسیع المشرب اور وسیع الاخلاق، وہ مذہبی تھے اور سخت مذہبی۔''

حافظ صاحب قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ روشن فکر، دردمند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا، ذہین وذکاوت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ کی نعمت سے نوازا تھا، ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ تھا۔ تاریخ پر گہری اور تنقیدی نظر رکھتے تھے، ادب عربی کے وہ بلند پایہ اور فطری انشاء پرداز تھے، قلم برداشتہ تحریر کا ان کو خاص ملکہ حاصل تھا ان کی تحریر حشو وزوائد سے پاک ہوتی تھی۔

حافظ عبدالمنان ضلع گوجرانوالہ کے ایک قصبہ نورپور میں 1941ء بمطابق ۱۳۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم میں ان کے مشہور

اساتذہ حسب ذیل ہیں: مولانا عبدالحمید ہزاروی، شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی، حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی، مولانا حافظ خواجہ محمد قاسم مولانا ابوالحسن خاں ہزاروی، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، مولانا عبداللہ امجد چھتوی، مولانا حافظ عبداللہ بڈھیمالوی، شیخ العرب والعجم حافظ محمد محدث گوندلوی۔

فراغت تعلیم کے بعد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں تدریس پر مامور ہوئے اور زندگی کے آخری لمحات تک اسی مدرسہ میں تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے، ان کی جو کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہیں:

(۱) مرأۃ البخاری (۲) زبدۃ المفترح فی علم المصطلح (عربی) (۳) زبدۃ التفسیر لوجہ التفسیر (۴) فصل الخطاب فی تفسیر فاتحہ الکتاب (۵) مقالات نورپوری (۶) (خطبات نورپوری) (۷) (نخبۃ الاصول تلخیص ارشاد الفحول (۸) کیا مرزا قادیانی نبی ہے؟ (۹) نماز میں ہاتھ اٹھانے اور ہاتھ باندھنے کی کیفیت (۱۰) مسئلہ رفع الیدین (۱۱) غنچہ نماز (۱۲) نماز مترجم (۱۳) مرأۃ التفسیر (۱۴) حقیقت تقلید (۱۵) کیا تقلید واجب ہے؟ (۱۶) رد تقلید (۱۷) تعداد تراویح (۱۸) تحقیق التراویح (۱۹) حج وعمرہ (۲۰) بیع التقسیط (۲۱) ائمہ اربعہ (۲۲) اتفاق امت (۲۳) ضعیف روایات (۲۴) سود کی حرمت (۲۵) نکاح میں ولی کی حیثیت (۲۶) مسائل قربانی (۲۷) تعداد رکعات (۲۸) ایمان کی حقیقت (۲۹) شادی (۳۰) قرآن وسنت کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے (۳۱) قسطوں کی بیع (۳۲) حجیت حدیث (۳۴) ختم نبوت (۳۵) اثبات التوحید (عربی) (۳۶) اسلام کی دوسری کتاب (۳۷) سفر نورستان (۳۸) اطاعت رسول ﷺ (۳۹) خطبہ (منگنی) (۴۰) ارشاد القاری الی نقد فیض الباری (عربی)

حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ نے مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی فیض الباری پر تنقیدی نوٹ لکھے تھے، حافظ عبدالمنان نورپوری نے ان کو جمع کیا اور ان پر مفید اضافے کئے، اس کتاب کی چار جلدیں چھپ چکی ہیں

(۴۱) احکام ومسائل۔ یہ کتاب حضرت حافظ صاحب کے فتاویٰ پر مشتمل ہے اور اس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں، تیسری زیر طبع ہے اور چوتھی زیر ترتیب تھی۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "اس کتاب کو حافظ عبدالمنان نورپوری کے عظیم شاہکار کی حیثیت حاصل ہے۔" جب اس کتاب کی پہلی جلد شائع ہوئی تو راقم آثم مبارکباد دینے کے لیے حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو راقم کو ایک نسخہ ہدیہ کیا اور اس پر اپنے قلم سے تحریر فرمایا: بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھدیۃ لِلاخ الکریم المترجم عبدالرشید عراقی

حفظہ اللہ الحمید المجید الواقی الباقی

ابن عبدالحق بقلم

۱۴۲۳/۱۱/۳۰ھ، سرفراز کالونی، گوجرانوالہ

حضرت حافظ صاحب کا جنازہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے سامنے جناح پارک میں مولانا عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ نے پڑھایا۔ جنازہ میں شریک ہونے والوں کا شمار ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، قدرت نے ان کا مقام عوام وخاص ہر دل میں بہت بڑھا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین

داغ مفارقت صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

بقیہ: الاستفتاء

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: **ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف.** "تم معروف طریقہ سے کھلاؤ پلاؤ اور انہیں لباس مہیا کرنا لازم ہے۔" (مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی ﷺ ج4 جزء8 ص145 رقم الحدیث 1218)

اگر کوئی خاوند اپنے اہل وعیال پر خرچ نہیں کرتا تو بیوی شرعاً اسکی اجازت کے بغیر اس کے مال سے حسب ضرورت خرچ کرسکتی ہے، جیسا کہ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگی، اے اللہ کے رسول ﷺ ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہے وہ مجھے اتنا خرچہ بھی نہیں دیتا جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو لیکن میں خفیہ طور پر کچھ لے لیتی ہو کیا ایسا کرنے سے مجھ پر کوئی گناہ تو نہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **خذی مایکفیک وولدک بالمعروف.** "تم خفیہ طریقے سے اتنا مال لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو جائے۔" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب البیوع باب من اجری امر الامصار علی مایتعارفون بینھم ج10 ص56 رقم الحدیث 2211)

صورت مسؤلہ میں آدمی نے جان بوجھ کر بیوی بچوں کو تنگ کیا اور اپنے واجب کو ادا نہیں کیا حالانکہ اس کے اہل وعیال کا خرچ اس کے ذمہ تھا اس لیے عورت شرعاً اپنے خاوند سے اپنا اور اپنے بچوں کا خرچ خاوند سے وصول کرسکتی ہے کیونکہ بچے کی پیدائش سے ہی بچے کا خرچ والد کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: **وعلی المولود له رزقھن.** "بچہ کے اخراجات والد کے ذمہ ہیں۔" (پارہ: 2) اس لیے خاوند کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور اپنے واجب کو ادا کرنا چاہیے کیونکہ اس کا یہ واجب حقوق العباد سے ہے جسکی معافی ادائیگی یا متاثرین سے معافی ملنے سے معلق ہے۔

خلق عظیم کی جھلک

مولانا محمد اسحاق حقانی...... مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور

نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام سے کہیں بڑھ کر دنیا و آخرت کے کمالات عطا کئے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا اور اعمال کی قبولیت کے لیے ان کا عمل نمونہ قرار دیا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق ان کا خلق قرآن تھا، آپ ﷺ مجسمہ عمل قرآن تھے۔ آیئے آپ ﷺ کے خلق وسیرت کی یاد تازہ کریں اور ان کے عمل کو مشعل راہ بنائیں تا کہ دنیا و آخرت کا کامیابی حاصل کر سکیں۔

انسانی کمال کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کا تعلق انسان کی فطرت و ضرورت زندگی سے ہے اور دوسری کا انسان کی دینی عملی زندگی سے، جس کے ساتھ قرب الٰہی حاصل ہو۔ انسان کا اپنی خلقت وصورت پر اختیار نہیں کیونکہ یہ کوئی کسب ومحنت سے حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ آپ ﷺ کو یہ نعمت بھی اعلیٰ جمال صورت کے ساتھ، کمال عقل وفہم، زبان کی فصاحت وبلاغت کا وافر حصہ ملا تھا، خاندانی شرف بھی حاصل تھا۔ دنیاوی زندگی گزارنے کے لیے بھی مناسب ضروریات مہیا تھیں، اخروی زندگی کے لیے کمالات اعلیٰ درجے کے تھے۔ علم وحلم، شکر وصبر، عدل وزہد، تواضع، عصمت وعفت، سخاوت شجاعت، شرم وحیاء، تحمل وبردباری، شرف ووقار کا کمال حاصل تھا۔

شکل وصورت کے لحاظ سے تمام اعضاء مناسب اور جاذب نظر تھے۔ جیسا کہ روایات صحیحہ میں حلیہ مبارک مذکور ہے، رنگت وچہرہ وجسم چمکدار، آنکھیں سیاہ روشن بیچ میں سرخ ڈورے، پلکیں بال دار پوٹوں پر بھی بال لمبے، ناک کی مناسبت لمبائی وموٹائی، گول چہرہ، چوڑی پیشانی، دانتوں میں معمولی فاصلہ، گھنی اور لمبی داڑھی، سینہ تک پیٹ اور سینہ برابر نہ توند نکلی ہوئی، بھاری کندھے، مضبوط بازو، کشادہ ہتھیلیاں، باریک انگلیاں، درمیانہ قد، سیدھے بال، منہ کھولتے تو چمکدار دانتوں سے روشنی کی کرنیں نکلتیں، جسم بھاری نہ پتلا۔

حضرت براء بن عازب ؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے بڑھ کر سرخ جوڑے اور لمبے بالوں والا کوئی حسین نہیں دیکھا۔ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ ایسا تھا جیسا کہ چمکتا ہوا سورج اور ہنستے وقت موتی جیسے دانت ظاہر ہوتے۔ حضرت ابوہالہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں رات کا چمکتا ہوا چاند تھا۔ حضرت علی ؓ ذکر کرتے ہوئے کہتے کہ جو پہلی دفعہ دیکھتا مرعوب ہو جاتا، جب پاس بیٹھتا تو گرویدہ ہو جاتا، بیان کرنے والا کہتا کہ میں نے آپ ﷺ جیسا کسی کو دیکھا ہی نہیں، آپ ﷺ کے جسم کی صفائی وخوشبو بھی عجیب۔

حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے سانسوں سے بڑھ کر عنبر وکستوری کی خوشبو بھی نہیں سونگھی۔ حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی محسوس کی جیسے ابھی عطار کے ڈبہ سے نکلا ہے۔ اسی طرح جس بچے کے سر پر بھی ہاتھ رکھ دیتے وہ دوسرے بچوں میں سے عجیب خوشبو رکھتا، جو آپ ﷺ سے مصافحہ کر لیتے تو اس کا ہاتھ مہکنے لگتا خواہ آپ ﷺ نے خوشبو لگائی ہو یا نہ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جس راستے سے گزر جاتے وہ راستہ خوشبودار ہو جاتا، عقل وفہم اور احساس کا وافر حصہ ملا تھا۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے انسانوں کے ساتھ خوش اسلوبی اور دانائی سے برتاؤ کیا۔ جبکہ آپ ﷺ نے کسی مکتب ومدرسہ کا رخ نہیں کیا اور کسی سے تعلیم نہیں حاصل کی اور نہ پہلی کتابوں کا مطالعہ کیا، تعمیر کعبہ کے وقت حجر اسود نصب کرنے پر قبائل باہم لڑنے مرنے پر آمادہ تھے مگر آپ ﷺ نے ایسی خوش اسلوبی سے فیصلہ کیا کہ سب راضی ہو گئے۔ صلح حدیبیہ کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے جذبات کے خلاف تھیں، مگر آپ ﷺ نے اپنے فہم وفراست سے اس کے نتائج پر نگاہ رکھتے ہوئے قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح مبین قرار دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر اپنے بدترین مخالفوں کو معاف کر کے اعلیٰ ظرفی کا ثبوت پیش کیا، اپنے وقت کے پہلوان کو پچھاڑ کر قبول اسلام پر آمادہ کیا۔

چال ڈھال، باوقار انداز میں چلتے نگاہوں میں زمین پر، آپ ﷺ اپنے معمول پر چلتے، صحابہ تیز رفتاری سے آپ ﷺ سے ملتے، کسی

طرف متوجہ ہوتے تو پورے وجود کے ساتھ، نہ کہ متکبروں کی طرح گردن اور اشارے سے چال ایسی جیسے ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔

انداز گفتگو:

بے ساختہ گفتار کے موتی بکھیرتے، موقع محل کی مناسبت سے گفتگو فرماتے، ہر مخاطب آپ ﷺ کی بات کو سمجھتا، فصاحت وبلاغت اور جوامع الکلمات استعمال کرتے، حکمرانوں اور سرداروں سے ان کے مرتبہ ومقام کے مطابق مخاطب ہوتے، ہر قبیلے کی زبان ولہجے کا خیال کرتے، اسی لیے قرآن کو سات حروف (لغات) میں پڑھنے کی اجازت دی۔

حسب ونسب اور جنم بھومی:

عرب کے اعلیٰ اور بلند خاندان قریش کی شاخ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے۔ جو عدنان تک تمام سلسلہ نسب پاکیزہ، جاہلیت کی آلودگی سے پاک عرب کے سرداروں پر مشتمل۔ اسی طرح ننھیال کی طرف سے بھی یثرب (مدینہ) کے ساتھ وابستگی، اپنے باپ اسماعیل ابن ابراہیم علیہم السلام کے تعمیر کردہ شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ جو اہل ایمان کا قبلہ اور امن گاہ ہے، معیشت انسان کو دنیا میں جو ضروریات ہیں، بعض ان میں سے زیادہ اچھی جانی جاتی ہیں اور بعض تھوڑی۔

جیسے غذا اور نیند میں اعتدال قابل تعریف ہے اور دانا لوگوں نے اس میں زیادتی کو بُرا جانا ہے۔ زیادہ کھانا پینا حرص، طمع اور خواہش پرستی کی علامت ہے اور یہ چیز دنیا وآخرت کے لیے نقصان دہ ہے، کم کھانا، کم سونا ذہن کی تیزی اور صحت کا ذریعہ ہے، جبکہ زیادہ کھانا اور زیادہ سونا غفلت اور سخت دلی کا باعث ہے۔ آپ ﷺ اس سے بچتے اور پرہیز کی تلقین کرتے، فرمایا کہ ابن آدم کا پیٹ بھرنے سے برا کوئی برتن نہیں، اس کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں، اگر زیادہ ہی کھانا ہے تو تہائی پینے کے لیے اور تہائی کھانے کے لیے اور تہائی سانس کے لیے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور نہ تکیہ لگا کر، بلکہ دوزانو بیٹھ کر کھاتے، آپ ﷺ کی آنکھیں سوتی اور دل بیدار ہوتا۔

قلت مال:

آپ ﷺ نے دنیادار لوگوں کی طرح مال نہیں جمع کیا بلکہ جو کچھ آیا اللہ کی راہ میں خرچ کردیا آخری وقت میں آپ ﷺ کی زرہ یہودی کے پاس گروی تھی اس کے بدلے گھر کے لیے اناج لیا تھا۔ آپ ﷺ کا کھانا پینا اور پہننا بقدر ضرورت ہوتا، متکبر لوگوں کی طرح نمود ونمائش سے دور رہتے، دنیا پرست مال ودولت اور پرتعیش زندگی کو مقصد خیال کرتے ہیں جبکہ مال ایک آزمائش ہے اگر دینی کاموں اور فلاحی جگہوں پر لگایا جائے تو قابل تعریف بھی ہے اور باعث اجر وثواب بھی۔ اگر صرف اپنی ذات تک خرچ کرے اور غریبوں مسکینوں کی طرف توجہ نہ دے تو ایسا بخیل ذلت کے گڑھے میں جا گرتا ہے آپ ﷺ کو زمین کے خزانے ملے شام سے لے کر یمن تک زمینوں کا خراج اور عشر آتا مگر آپ ﷺ اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھتے بلکہ سب تقسیم کر دیتے۔ فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ بھی سونے کا ہو تو میں سوائے قرضہ کی ادائیگی ایک دینار بھی رات تک اپنے پاس نہ چھوڑوں۔

خصائل حمیدہ:

تمام قابل قدر آداب آپ ﷺ کے اندر موجود تھے بلکہ اخلاق کی تکمیل ہی آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ہوئی۔ یہ کوئی تکلف نہیں بلکہ آپ ﷺ کی شخصیت کا حصہ تھیں، سخاوت وشجاعت صرف ایک آدھ بار اظہار کا نام نہیں بلکہ مستقل عادت کا نام ہے۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے کسی کے لیے انکار کا کلمہ نہیں نکلا، خواہ آپ ﷺ کو کتنی ہی ضرورت ہو، ان اخلاق وعادات کی بنیاد پر عقل اور علم وحکمت پر تھی، آپ ﷺ کی سیرت وبصیرت کی مخالف بھی تعریف کرتے کہ آپ ﷺ کی سیرت تمام معاملات زندگی کے لیے مشعل راہ ہے۔

شجاعت وحوصلہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میدان کارسار میں جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوتی تو سب سے آگے ہوتے، ہم آپ ﷺ کی ڈھال میں چلتے۔ ایک دفعہ مدینہ میں دشمنوں کے حملے کی افواہ پھیلی، لوگ سراسیمہ، پریشان مگر آپ ﷺ گھوڑے کی ننگی پشت پر اس خطرہ کی طرف سے معلوم کرکے آرہے ہیں، ہاتھ میں تلوار لہرا کر فرمارہے ہیں کہ کوئی خطرہ نہیں۔ کوئی کتنا بھی سخت برتاؤ کرے مگر آپ ﷺ نرمی سے جواب دیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ کے اوپر موٹی چادر تھی، ایک بدو آیا اور چادر کو سختی کے ساتھ کھینچنے لگا آپ ﷺ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گئے کہنے لگا کہ مجھے دو اونٹوں پر مال لاد کر دو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے دے دو۔ یہ تھے امام الانبیاء اور خلق عظیم کے پیکر محمد عربی ﷺ جن کی ساری زندگی ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔
دعا ہے اللہ تعالیٰ سب کو اخلاق حسنہ کی دولت سے مالا مال کرے۔ آمین

☆......☆......☆

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک مثالی تاجر

محمد طیب معاذ

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ.
''تا کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائیں۔'' (ابراہیم:۱)

بعثت محمد کا بنیادی مقصد انسانیت کو انسانوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں دینا اور جہالت کی تاریکیوں سے بچا کر ان کو واضح منہج ربانی پر چھوڑنا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے جہاں زندگی کے باقی شعبوں میں انقلابی ہدایات دی ہیں وہاں امت کو تجارت کے شعبہ میں نبی اکرم ﷺ نے قولی اور فعلی طریقے سے واضح اور مکمل ہدایات سے نوازا ہے، جس کا مختصر تذکرہ درج ذیل سطور میں کیا جاتا ہے۔

باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ٥

''جو مال و دولت اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کرو اور دنیا میں بھی اپنا حصہ فراموش نہ کرو اور لوگوں سے ایسے ہی احسان کرو جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد پیدا کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (القصص:۷۷)

اس فرمان میں اللہ تعالیٰ نے حدود و قیود میں رہتے ہوئے کاروباری معاملات میں مشغولیت کی اجازت دی ہے بلکہ دین اسلام نے کسب حلال کو واجب قرار دیا ہے۔

حج دین اسلام کا عظیم ترین ارکان میں سے ایک ہے، اس میں بھی تجارت کو مباح قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ. ''اگر تم حج کے دوران اپنے پروردگار کا فضل (رزق وغیرہ) بھی تلاش کرو تو کوئی مضائقہ نہیں۔'' (البقرہ:۱۹۸)

ہاتھ کی کمائی کو رسول اللہ ﷺ نے افضل ترین کمائی قرار دیا ہے جیسا کہ مسند احمد کی روایت ہے: سئل رسول الله ﷺ عن افضل الكسب فقال بيع مبرور وعمل الرجل بيده. ''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول کمائی کے ذرائع میں سے کون سا ذریعہ سب سے زیادہ عمدہ اور پاکیزہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور دیانت دارانہ تجارت'' (رواہ احمد)

دوسری حدیث میں ارشاد رحمۃ للعالمین ہے: ما اكل احد طعاما قط خيرا من ان ياكل من عمل يده وان نبى الله داود عليه السلام كان ياكل من عمل يده. (صحيح البخارى كتاب البيوع)

''انسان کا بہترین کھانا جو وہ کھاتا ہے وہ ہے جو اس نے اپنے ہاتھ سے کمایا ہو بے شک اللہ کے نبی داود علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے''

لیکن یاد رکھئے! طلب رزق میں اعتدال کی راہ کو نہیں کھونا چاہیے، مشہور اسکالر ڈاکٹر محمود احمد غازی رقمطراز ہیں: قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے کہ: وَفِى السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ. ''اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ کچھ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔'' (الذاریات:۲۲)

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں تمہارا رزق پیدا کر دیا ہے اور جن جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ان سب کا بندوبست اور سامان موجود ہے، ایک جگہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے جس کو طبرانی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے، رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح انسان کی موت اس کا پیچھا کرتی ہے اور وہ مقررہ وقت پر اس کو آ لیتی ہے جس سے بچنا انسان کے بس میں نہیں ہے اسی طرح انسان کا رزق بھی انسان کا پیچھا کرتا ہے جو رزق اللہ نے انسان کے لیے لکھ دیا ہے وہ اس کو ہر صورت ملے گا۔

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت ہے: ايها الناس اتقوا الله واجملوا فى الطلب فان نفسا لن تموت حتى تستوفى رزقها وان ابطا عنها فاتقوا الله واجملوا فى الطلب خذوا ما احل ودعوا ما حرم. (صحيح ابن ماجه كتاب التجارت)

''اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور روزی کی فکر میں اختصار کرو (زیادہ تردد نہ کرو) اس لیے کہ کوئی شخص نہیں مرے گا جب تک اپنی روزی پوری نہ لے گا اگرچہ اس کی فکر نہ کرے تو اللہ سے ڈرو اور اچھے طریق سے روزی طلب کرو (محنت مزدوری سے نہ کہ بے حیائی اور بے شرمی کے ذریعوں سے) اور جو حلال ہے اس کو لو اور حرام کو چھوڑ دو۔''

کسی ذی روح کو موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا لکھا ہوا

رزق پورا حاصل نہ کرے چونکہ رزق اور وسائل رزق سب کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اور ہر انسان کا حصہ اللہ نے اپنے علم سے مقرر کر دیا ہے اس لیے انسان کو طلب رزق میں اعتدال اور اجمال سے کام لینا چاہیے۔ دنیا کی طلب میں، مال و دولت کے حصول میں، روزی کی تلاش میں، اجمال یعنی اعتدال سے کام لیں، آپے سے باہر نہ ہوں، اپنی تمام دینی مصروفیات کو نظر انداز نہ کرو، اپنے اخلاقی اور روحانی تقاضوں کو نہ بھولو، زندگی کی اعلیٰ تر اہم تر اور برتر ذمہ داریوں کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ حصول رزق کے لیے اعتدال اور اجمال کے ساتھ کوشش کی جائے تو یہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہے۔ لیکن تمام جسمانی تقاضوں کو ہی سب کچھ سمجھ لیا جائے، مادی وسائل پر ہی سارا دارومدار ہو اور انسان رزق کی تلاش میں اپنے روحانی منصب کو بھول جائے، دینی ذمہ داریوں کو فراموش کر دے، اخلاقیات کو پس پشت ڈال دے تو یہ رویہ معیاری اور مثالی نہیں ہے۔ (محاضرات معیشت وتجارت ص۲۴، تبصرہ) اب ہم رسول اکرم ﷺ کی تجارتی زندگی پر روشنی ڈالتے ہیں

رسول مکرم ﷺ کی معاشی جدوجہد: رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد آپ کی پیدائش سے قبل ہی وفات پا چکے تھے۔ جد امجد کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی کفالت آپ کے چچا ابو طالب کے ذمہ تھی، ابو طالب چونکہ مالی لحاظ سے کمزور تھے اس لیے رسول معظم ﷺ نے کم سنی کے باوجود اپنے چچا کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کیا، عرب کے ہاں بکریاں چرانا کوئی معیوب پیشہ نہ تھا، بڑے بڑے شرفاء اور امراء کی اولادیں بکریاں چرایا کرتی تھیں، رسول مکرم ﷺ نے بھی دس سال کی عمر میں بکریاں چرانی شروع کی۔ (بخاری) قارئین کرام! اس واقعہ سے ہمیں محنت کا سبق ملتا ہے کہ انسان کو معاش کے لیے محنت کرنی چاہیے۔

صدق مقال: رسول مکرم ﷺ نے ہمیشہ ہر معاملے میں صداقت وراست گوئی کو اختیار کیا جیسا کہ رسول مکرم ﷺ کے شام کے تجارتی سفر سے ہمیں علم ہوتا ہے۔ رسول مکرم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے، اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا میسرہ نامی غلام بھی تھا۔ اس کامیاب ترین سفر سے واپس آ کر اس نے رسول اکرم ﷺ کی سچائی اور صاف گوئی کے بارے میں بتلایا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی صداقت سے اتنی متاثر ہوئیں کہ انہوں نے خود رسول مکرم ﷺ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔

امانت داری: ایک کامیاب تاجر کے لیے صادق اور امین ہونا انتہائی لازم امر ہے۔ رسول اکرم ﷺ کو تو مشرکین مکہ شدید ترین مخالفت کے باوجود صادق وامین کہنے پر مجبور تھے مکہ میں آپ ﷺ کے مخالف بھی اپنی قیمتی چیزیں آپ ﷺ کے پاس امانتاً رکھواتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے وقت اپنے دشمنوں کی امانتوں کو بعینہٖ واپس کرنے کے لیے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خصوصی ہدایت جاری کی اور فرمایا کہ اے علیؓ! مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے میں آج رات مدینہ روانہ ہو جاؤں گا تم میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو، صبح سب کی امانتیں واپس دے دینا (الرحیق المختوم) اس وقعہ سے علم ہوا کہ نبی کریم ﷺ امانتوں کی کس قدر حفاظت فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ اس نازک وقت میں بھی جبکہ جان کا خطرہ ہے لیکن آپ ﷺ کی فکر صرف ادائے امانت کی جانب ہے۔

اسلام میں ادائے امانت کی پُرزور تاکید کی گئی ہے، امانت کسی کا فر و فاجر کی ہی کیوں نہ ہو اس کی حفاظت کرنا اور اسے واپس کرنا انتہائی ضروری ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا۔ "(مسلمانو!) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ جو لوگ امانتوں کے حق دار ہیں انہیں یہ امانتیں ادا کردو۔" (النسآء: ۵۸) رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ادالامانۃ الی من ائتمنک ولا تخن من خانک۔ "جو تجھے امین بنائے تو اس کی امانت اسے ادا کر دے اور جو تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت نہ کر۔" (ابوداؤد: ۳۵۳۵) رسول اکرم ﷺ کے ساتھ قبل از نبوت کاروباری معاملات طے کرنے والے افراد نے خود آپ کے امین ہونے کی گواہی دی ہے۔ جیسا کہ سیدنا سائب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب مسلمان ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگوں نے آپ ﷺ کی تعریف کی، سیدنا سائبؓ نے جواباً ان سے کہا کہ میں تم سے زیادہ ان کو جانتا ہوں کیونکہ رسول اکرم ﷺ میرے شریک تجارت تھے اور آپ ﷺ نے ہمیشہ معاملے کو صاف ہی رکھا۔ (ابوداؤد)

قرض کی ادائیگی میں سہولت: رسول اکرم ﷺ کو تقاضائے بشریت معاشرے میں رہتے ہوئے بعض اوقات قرض لینے اور دینے کی ضرورت بھی پڑ جاتی تھی۔ قرض پر لین دین کا ثبوت قرآنی آیات ہیں مثلاً اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ۔ "جب تم قرض کا لین دین کرو تو اس کو تحریر کرو" سے ثابت ہے، کہ اس معاملے میں رسول اکرم ﷺ نے انسانیت کے لیے روشن مثالیں چھوڑی ہیں رسول اللہ ﷺ نے وعدہ کے مطابق قرض کی ادائیگی کے بارے میں عملی مظاہرہ کر کے دکھایا۔

چند ایک واقعات حاضر خدمت ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک خاص عمر کا اونٹ نبی ﷺ پر کسی کا قرض تھا وہ آپ ﷺ

کے پاس تقاضا کرنے کے لیے آیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا اسے اونٹ دے دو، اس عمر کا اونٹ تو نہ ملا لیکن اس سے بہتر عمر کا اونٹ ملا، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو دے دو، اس آدمی نے کہا آپ نے میرا حق پورا دے دیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پورا دے، نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرض کو اچھے طور پر ادا کرے۔(بخاری:۲۳۹۳)

غزوہ حنین کے موقع پر مسلمانوں کو اسلحہ کی شدید ضرورت تھی، سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کے پاس بہت سی زرہیں تھیں آپ ﷺ نے سیدنا صفوانؓ سے فرمایا کہ اے صفوانؓ کیا تمہارے پاس کچھ اسلحہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ عاریۃ چاہیے یا غصباً وصول کر رہے ہو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ عاریۃ، انہوں نے رسول معظم ﷺ کو تیس سے چالیس کے درمیان زرہیں دیں، غزوہ حنین میں جب مشرکین کو ہزیمت ہوئی تو سیدنا صفوانؓ کی زرہوں کو جمع کیا گیا تو ان میں کچھ زرہیں گم ہو گئیں، نبی اکرم ﷺ نے سیدنا صفوانؓ سے فرمایا کہ ہم سے بیشک تمہاری زرہوں میں چند زرہیں گم ہو گئی ہیں تو کیا ہم تمہیں اس کی ضمان ادا کریں؟ وہ کہنے لگے کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ اس لیے آج میرے دل میں وہ بات نہیں ہے جو اس روز تھی (اب میں مسلمان ہو چکا ہوں)(ابوداؤد)

اس واقعہ میں ہمیں ادائیگی قرض میں رسول معظم ﷺ کے طرز عمل کا علم ہوتا ہے، اسی طرح سید المرسلین نے ایک بار کسی سے ایک پیالہ مستعار لیا، سوئے اتفاق وہ پیالہ گم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس پیالے کا تاوان ادا فرمایا (ترمذی) اسی طرح قرض کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ حکمت سے لبریز حکم بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: من اسلف فی شیء ففی کیل معلوم ووزن معلوم والی اجل معلوم. (صحیح بخاری ۲۰۸۶) ''جو شخص کسی چیز کا ادھار پر لین دین کرے تو اس میں پیمانہ، وزن اور مدت معلوم ہونی چاہیے (یہ تینوں چیزیں واضح ہوں اور متعین ہوں تا کہ بعد میں فریقین کے درمیان کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہو)۔''

اسی طرح زمانہ جاہلیت میں قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں سود، در سود اصل رقم میں اضافہ ہی ہوتا رہتا تھا جس سے تھوڑی سی رقم پہاڑ بن جاتی اور مقروض کی رات کی نیند اور دن کا چین برباد کر دیتی تھی، عصر حاضر میں بینکاری نظام بھی سی ظالمانہ اصول پر قائم ہے، اس ظالمانہ نظام کے برعکس محسن انسانیت نے حکم دیا کہ اگر مقروض تنگ دست ہے تو سود لینا تو درکنار اصل مال لینے میں بھی اسے مہلت دو اور اگر قرض معاف کرنے کی استطاعت ہے تو یہ بہت زیادہ بہتر ہے۔

تاجروں کے لیے انمول ہدایات:

رسول معظم ﷺ نے مختلف مواقع پر تجارت کے لیے اہم ہدایات جاری کیں جن سے شناسائی حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

1۔ تاجر کو صبح اولین ساعتوں میں اپنا کام شروع کرنا چاہیے، رسول معظم ﷺ نے صبح کے وقت میں برکت کی دعا فرمائی ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دن کے ابتدائی حصہ میں تجارت شروع کیا کرتے تھے۔

سیدنا صخر غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ میری امت کے لیے صبح کے وقت میں برکت عطا فرما، سیدنا صخر فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب چھوٹا دستہ یا بڑا لشکر روانہ فرماتے تو دن کے ابتدائی وقت روانہ فرماتے۔ راوی کہتے ہیں سیدنا صخرؓ تاجر تھے جب وہ اپنے آدمیوں کو تجارت کے لیے روانہ کرتے تو دن کے ابتدائی حصہ میں روانہ کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ صاحب ثروت ہوئے اور ان کے پاس مال کی کثرت وفراوانی ہو گئی۔(جامع الترمذی ج۱ص۳۲) مذکورہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کے ابتدائی وقت تجارت کا آغاز کرنے سے تجارت میں برکت ہوتی ہے۔

2۔ تاجر کو تجارت میں بطور خاص دھوکہ دہی سے پرہیز کرنا چاہیے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من غش فلیس منا. ''جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں''(جامع الترمذی) دھوکہ کے کاروبار سے تاجر کو اگر چہ فائدہ ہو بھی جائے تو اس میں کوئی خیر وبرکت نہیں رہتی۔ اس سے متعلق لوگوں میں یہ رائے قائم ہو جاتی ہے کہ فلاں تاجر دھوکہ دہی کرتا ہے اس طرح بتدریج لوگ اس سے معاملہ کرنے سے گریز کرنے لگتے ہیں نتیجتاً اس کو نقصان وخسارہ ہوتا ہے۔ 3۔ ناپ تول برابر رکھنا چاہیے، کیونکہ ارشاد خداوندی ہے: واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان. ''اور انصاف کے ساتھ وزن ٹھیک رکھو اور تول میں کمی نہ کرو۔'' ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے قرآن کریم میں سخت وعید آئی ہے، ویل للمطففین. ''ہلاکت وبربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔''(سورۃ مطففین:۱) بلکہ جھکتا تولنے کو مستحب قرار دیا گیا ہے۔ جامع ترمذی میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مقدس ہے آپ ﷺ نے تولنے والے صاحب سے ارشاد فرمایا: زن وارجح. ''جھکتا تولا کرو۔''

4۔ تجارت لین دین میں ہمیشہ راست گوئی کو معمول بنائیں اور جھوٹی قسمیں اٹھانے سے پرہیز کریں۔ سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سچے اور امانت دار تاجر کو نبیوں، صدیقوں اور شہداء کی

معیت ورفاقت نصیب ہوگی“ (ترمذی) رسول اللہؐ نے تاجروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”تجارت میں بہت زیادہ قسم کھانے سے بچو یہ چیز وقتی طور پر تو تجارت کوفروغ دیتی ہے لیکن تجارت سے برکت ختم کردیتی ہے“ (مسلم،ابوقتادہ) سیدنا قیس ابوعزرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کے زمانے میں ہم تاجروں کو ”سماسرہ“ کہا جاتا تھا،ایک دن آپ ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں اس سے بہتر نام دیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے تاجرو! مال کے بیچنے میں بہت سی لایعنی باتیں کہنے اور جھوٹی قسم کھانے کا امکان ہوتا ہے لہٰذا تم لوگ صدقہ کرو تا کہ لغزشوں کا کفارہ ہوسکے۔“ (ابوداؤد)

5۔خراب مال کا عیب نہ چھپانا: سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی تاجر کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی چیز بیچے اوراس کے اندر جوعیب ہے اسے بیان نہ کرے۔(المنتقی) رسول اکرم ﷺ ایک غلہ کے تاجر کے پاس پہنچے اورغلہ کے اندر ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ اندر کے حصے میں کچھ نمی موجود ہے،آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: بارش سے بھیگ گیا ہے، آپؐ نے فرمایا پھراوپر کیوں نہ رکھا اسکے بعد فرمایا جولوگ ہم کو دھوکا دیں وہ ہم میں سے نہیں (ترمذی)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے کامیاب تجارت کے زریں اصول سامنے آتے ہیں، دیانت داری اور کسب حلال کا چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی اس عظمت رفتہ کے آثار اب غیروں کے پاس دیکھنے کو ملتے ہیں اور خود مسلمان ان سے تہی دامن ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آج بھی ان اصولوں پر عمل پیرا ہوکر مسلمان دنیا کی تجارت میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کریں۔

تجارت میں منع کردہ امور: جس طرح رسول مکرم ﷺ نے تاجروں کو اہم ہدایات دی ہیں اس طرح تجارت کرنے والوں کو کچھ معاملات سے روکا بھی ہے اوراگر یہ چیزیں کسی معاملہ میں درآئیں تو وہ بیع فاسد اور ناقابل اعتبار ہو جاتی وہے۔

1۔ربا: ہرقسم کا سودی لین ودین سخت منع ہے،شریعت نے اسے اللہ رب العالمین اور رحمت للعالمین کے خلاف کھلی جنگ قرار دیا ہے۔

2۔غرر: غرر سے مراد وہ لین ودین ہے جس میں کسی ایک فریق کا حق غیر متعین، غیر معلوم اور غیر واضح ہو،فریقین میں سے ایک فریق کا حق تو یہ متعین طور پر طے ہوجبکہ فریق ثانی کا حق غیر طے شدہ ہوتو یہ شریعت کی رو سے جائز نہیں ہے۔

3۔قمار: قمار وہ ہے کہ جس میں فریقین کا حق غیر واضح اور غیر متعین ہو اور ایک فریق کا نفع دوسرے کے نقصان پر لازمی طور پر منتج ہوتا ہو۔مثلاً تین آدمیوں نے مل کر پیسے برابر لگائے اور کسی بخت واتفاق کے نتیجے میں وہ پوری رقم کسی ایک شخص کو مل گئی یہ قمار کہلاتا ہے۔اس لیے کہ دوافراد کا نقصان ہوگا تو تیسرے کو پیسے ملیں گے، کس کو رقم ملے گی، کس نہیں ملے گی، یہ بھی غیر متعین ہے،کون نقصان اٹھائے گا کون نفع اٹھائے گا یہ بھی غیر متعین ہے، یہ چیز قمار کہلاتی ہے۔

4۔میسر: میسر ایسا کاروبار یا ایسی تجارت جس میں ایک سے زائد افراد حصہ دار ہوں اوراس میں کسی ایک کو محض اتفاق کے نتیجے میں فائدہ ہوجائے

5۔جہالت اور لاعلمی: کسی ایسی تجارت میں حصہ لینا جس کی شرائط نامعلوم ہو، بیچی جارہی چیز نہ معلوم ہو اور قیمت بھی نا معلوم ہو یہ سب اسباب چونکہ تجارت میں غرر پیدا کرتے ہیں اسی لیے فقہائے اسلام نے ان کو جہل سے تعبیر کیا ہے

6۔ضرر: چھٹی چیز جس سے ایک تاجر کو بچنا چاہیے وہ ضرر ہے اور اس سے مراد ایسا نقصان جو کسی فریق کو بلاوجہ ہورہا ہو یہ چیز بھی درست نہیں!

7۔غبن: ایسی منافع خوری جو بازار میں عام طور پر رائج نہ ہو یہ شریعت میں غبن کہلاتی ہے۔قدیم اہل لغت نے غبن کی یہی تعریف کی ہے جبکہ اردو میں اس سے مراد لیا جانے والا مفہوم محدود ہے۔

8۔خلابہ: کسی شخص کی سادگی کی وجہ سے اس کو دھوکہ دینا یا کسی شخص کے سامنے چکنی چپڑی باتیں بنا کر اس کو ایسا فیصلہ کرنے پر مجبور کردینا جو اس کے تجارتی مفاد میں نہ ہو، خلابہ کہلاتا ہے۔

9۔تدلیس: تدلیس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی تجارت یا سامان تجارت کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو اس میں نہ پائے جائیں۔مثلاً آپ نے کوئی پروڈکٹ تیار کیا اس پروڈکٹ کے ایسے ایسے اوصاف بیان کریں جو اس میں نہیں پائے جاتے اور لوگوں نے اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر اس کو خرید لیا یہ عمل شریعت میں درست نہیں ہے۔

10۔بیع معدوم: دسویں چیز جو محرمات میں سے ہے وہ بیع معدوم ہے یعنی ایسی چیز کی فروخت جو اس وقت نہ موجود ہے اور نہ بیچنے والے کے اختیار میں ہے کہ وہ فراہم کرسکے اگر کوئی چیز موجود نہیں ہے لیکن بیچنے والا اس کو فراہم کرسکتا ہے۔اس کو معلوم ہوتا ہے کہ کہاں بکتی ہے، کیسے بنتی ہے، کیسے حاصل ہوتی ہے، وہاں سے حاصل کرکے آپ کو فراہم کردے گا، جیسے اکثر سپلائی کا کام کرنے والے کرتے ہیں یا چیزیں تیار کرنے کا کام کرتے ہیں، ان کے پاس آج چیزیں تیار نہیں ہیں لیکن آپ ان کی پیشگی قیمت ادا کر

دیتے ہیں وہ چیزیں خود بنا کر یا بنوا کر یا بازار سے خرید کر آپ کو فراہم کر دیتے ہیں یہ جائز ہے۔ معدوم سے مراد یہاں وہ چیز ہے جو نہ موجود ہو اور نہ بیچنے والے کے بس میں ہو کہ وہ خرید کر آپ کو دے سکے، ایسی چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔

احتکار (ذخیرہ اندوزی) کی ممانعت: احتکار کے معنی ہیں ضرورت کی اشیاء کو روک لینا، بازار میں نہ لانا اور قیمتوں کے بڑھنے کا انتظار کرنا اور جب قیمتیں زیادہ ہو جائیں تب مال کو باہر نکالنا اور خوب نفع کمانا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس ذہنیت پر ضرب لگائی ہے یہ ذہنیت انسان کو سنگدل اور بے رحم بنا دیتی ہے اور یہ چیز اسلام کے منافی ہے کیونکہ اسلام تو بنی نوع انسان کے ساتھ رحمت و شفقت کی تعلیم دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ذخیرہ اندوازی کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا: ”جس تاجر نے ذخیرہ اندوزی کی وہ گنہگار ہے۔“ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تاجر اشیائے ضرورت کو نہیں روکتا بلکہ وقت پر بازار میں لاتا ہے وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہے، اسے اللہ رزق دے گا اور اشیائے ضرورت کو روکنے والا ملعون ہے (وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہے کیونکہ اس نے برا فعل کیا)۔“ (ابن ماجہ)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کتنا برا ہے اشیائے ضرورت کو روک رکھنے والا آدمی اگر چیزوں کا بھاؤ گرتا ہے تو اسے غم ہوتا ہے اور گرانی آتی ہے تو خوش ہوتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”کہ ہمارے بازار میں کوئی شخص ذخیرہ اندوزی نہ کرے۔“ (مؤطا امام مالک)

نوٹ: احادیث میں ممنوع تجارت کی بہت سی قسمیں ہیں، احادیث رسول ﷺ میں تجارت کی تقریباً 56 کے قریب صورتوں کو ربا یا غرر یا کسی دیگر عارضہ کی بناء پر ناجائز قرار دیا ہے جس کی تفصیل اس مختصر مضمون میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر جاہلیت کے سادہ ماحول میں قبل از اسلام کی تجارت میں غرر یا کی چھپن کے قریب صورتیں پائی جاتی تھیں تو آج کی پیچیدہ معیشت میں اس کی کتنی صورتیں پائی جاتی ہوں گی (ملخص بتصریف از محاضرات معیشت و تجارت)

آخری بات: باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اعتدال کے ساتھ کسب حلال کی جدوجہد کرنے، مثالی تاجر کی صفات اپنانے اور ناجائز کاروباری صورتوں سے کلیۃً اجتناب کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

ابو ہریرہ شریعہ کالج میں داخلہ لیجیے

حضرات اس سچائی سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ملک میں یہ واحد ادارہ ہے جس میں 1997ء سے درس نظامی کے ساتھ لازمی (Compulsary) ایف۔ اے، بی۔ اے کروایا جاتا ہے۔

داخلہ 10 اپریل تا یکم مئی 2012ء

میرٹ: میٹرک۔ ایف۔ اے۔ تاہم میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء داخلہ لے سکتے ہیں البتہ فیل ہونے کی صورت میں طالب علم کو فارغ کر دیا جائے گا۔

سہولیات: تعلیم، رہائش، کھانا معیاری اور فری۔ تاہم درس نظامی اور کالج کی کتب طالب علم کے ذمہ ہونے کے ساتھ اسے اپنی مالی استعداد کے مطابق کچھ ماہانہ زر تعاون جمع کروانا ہوگا۔ تاکہ مفت خوری سے اجتناب اور طلباء میں خودداری پیدا ہو سکے۔

نصاب شریعہ کالج

سال اوّل: ترجمۃ القرآن سورۃ الفاتحہ تا الاعراف، مشکوٰۃ اوّل، علم النحو، علم الصرف، ابواب الصرف، دروس اللغۃ العربیۃ (دو حصے) تجوید القرآن فرسٹ ائیر نصاب بمطابق لاہور بورڈ

سال دوم: ترجمۃ القرآن سورۃ الاعراف تا النمل، مشکوٰۃ ثانی، نحو میر شرح مائۃ عامل، کتاب الصرف، اطیب المنح، معلم الانشاء (دو حصے) تجوید القرآن سیکنڈ ائیر نصاب بمطابق لاہور بورڈ

سال سوم: ترجمۃ القرآن، مسلم شریف، ترمذی شریف، ہدایۃ النحو، علم الصیغہ، السراجی، شرح نخبۃ الفکر، تجوید القرآن تھرڈ ائیر نصاب بمطابق پنجاب یونیورسٹی

سال چہارم: بخاری شریف، ہدایہ، الوجیز، شرح ابن عقیل، الفوز الکبیر، تجوید القرآن فورتھ ائیر نصاب بمطابق پنجاب یونیورسٹی

شریعہ کالج کے امتیازات

❁ کمبائن نصابِ تعلیم کا بانی ❁ تفسیر فہم القرآن اور دیگر کتب کا ناشر ❁ تحریک دعوت توحید کا محرک

میاں محمد جمیل پرنسپل ابو ہریرہ شریعہ کالج 37 کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور: [illegible]/042-35417233 [illegible]235662/0302-8356065

داعیان حق کے لیے ضابطہ اخلاق

مولانا رحمت اللہ ڈوگر

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور بے مثال دین ہے۔ اسلام اپنے پیروکاروں سے ایسے منہج پر زندگی گزارنے کا مطالبہ کرتا ہے جس سے ایک مسلمان کما حقہ اپنے خالق و مالک و پروردگار کی پہچان کرتے ہوئے اس کی رضا و خوشنودی حاصل کر کے دنیاوی و اُخروی فوز و فلاح حاصل کر سکے۔ دعوت و تبلیغ کا کام ایسا اعلیٰ عمل ہے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو خیر اُمہ کے عظیم الشان لقب سے نوازا ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ.. الخ تم بہترین امت ہو لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ مادیت پرست دور میں جبکہ لبرل اور سیکولر عناصر پوری تیاری کے ساتھ میدان عمل میں کود چکے ہیں۔ داعیان حق پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنے نیک اور جاری رہنے والے عمل کو تیز سے تیز کریں، اگرچہ دعوت کا کام کوئی پھولوں کی سیج نہیں ہے بلکہ یہ تو کانٹوں کا راستہ ہے۔ یہاں تو قدم قدم پر بے شمار کاوٹیں اور الجھنیں ہیں کہ دعاۃ حق کو اپنی گرفت میں لینے کے لیے تیار کھڑی ہیں۔

توحید و سنت کی اشاعت کا عمل قرآن و سنت کی روشنی میں خیر کثیر ہے لیکن یہاں داد تحسین حاصل کرنے کی بجائے لعن و ملامت اور حوصلہ شکنی سے انسان کا واسطہ پڑتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ داعیان الی اللہ والرسول کو عفو و درگزر، صبر و تحمل، ضبط و برداشت اور قوت ارادی کے ساتھ ساتھ حلم و بردباری کا پیکر اور مجسمہ بننا ہوگا۔

داعیان کتاب و سنت کے لیے ضابطہ اخلاق وضع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن ذیشان پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۹۹ میں ارشاد فرمایا ہے: خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ٥ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ٥ ''اے داعی حق عفو و درگزر اختیار کرو، نیکی کا حکم کرتے رہو اور جاہل لوگوں کی پرواہ نہ کرو۔''

ان آیات سے پہلے بت پرستی یعنی غیر اللہ کی تردید فرمائی گئی ہے عین ممکن ہے کہ معبودانِ باطلہ کا رد اور واحد معبود کا پرچار، جاہل، کٹ حجت، ہٹ دھرم اور عقل و خرد سے بے بہرہ مشرکین کو برہم کرنے کا سبب بن جائے اور وہ ناشائستہ حرکت کرنے لگیں۔ داعی کی تبلیغ توحید اور تردید شرک سن کر ان کی قوت برداشت جواب دے جائے اور وہ برے الفاظ استعمال کرنے شروع کر دیں۔ اس کے باوجود دعاۃ حق کی راہنمائی، حلم و بردباری، عفو و درگزر کا دامن تھامے رہیں۔ دعوت و تبلیغ جیسے عظیم مشن سے دست بردار نہ ہوں، مواعظ حسنہ اختیار کیے رہیں، معقول باتیں کرتے رہیں اور جاہلوں کے منہ نہ لگیں۔

جامع البیان صفحہ ۱۵۱ پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: لما نزل قال رسول الله ﷺ ماهذا يا جبريل جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے جبریل امین سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ تو آپ ﷺ کو جبریل امین نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ ''ان تعفو عمن ظلمک'' جو آپ پر ظلم کرے آپ اسے معاف کریں، وتعطی من حرمک جو آپ سے اچھا برتاؤ نہ کرے۔ آپ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں وتصل من قطعک جو آپ سے قطع رحمی کرے آپ اس سے صلہ رحمی کریں، ہاں اگر مشرکین کی جانب سے کی گئی نالائق حرکات اور برتاؤ کی وجہ سے کبھی غصہ بھی آ جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر لیا کرو۔ کیونکہ وہ شیطانی وسوسہ اور ابلیسی شوشہ ہے، فاستعذ بالله اللہ سے پناہ مانگا کرو، یعنی اعوذ بالله من الشيطن الرجيم پڑھ لیا کرو یا اعوذ بالله ان اكون من الجاهلين پڑھ لیا کرو اور بقول سعدی شیرازی ''جواب جاہلوں باشند خموشی'' پر عمل کرو شاید علامہ اقبال بھی یہی چاہتے ہیں تو کہہ گئے ہیں

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف المعروف نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب ریاض الصالحین باب العفو والاعراض عن الجاهلين میں حدیث نمبر 1 کے تحت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھا کہ انہوں نے عرض کیا حضرت هل اتى عليك يوم كان اشد من يوم احد. ''غزوہ احد والے دن سے سخت دن بھی کوئی آپ ﷺ پر آیا ہے؟'' تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لقد لقيت من قومك. ''عائشہؓ مجھے آپ کی قوم سے بہت سی تکلیفیں پہنچی ہیں'' ماالقیتہ منهم يوم العقبة. ''سب سے زیادہ تکلیف مجھے عقبہ والے دن ہوئی۔''

جب میں اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لیے ابن عبد یالیل

بن عبدکلال کے ہاں گیا جو طائف کا بہت بڑا سردار تھا تو اس نے میری دعوت کو قبول نہ کیا۔ میں وہاں سے سخت پریشانی کے عالم میں نکلا قرن ثعالب پہنچا کچھ افاقہ محسوس کیا **فرفعت رأسی واذا انابسحابة قداظلتنی.** ''میں نے اوپر سر اٹھایا تو ایک بدلی دیکھی جس نے میرے اوپر سایہ کیا ہوا ہے'' **فنظرت فاذا فیھا جبریل.** ''میں نے بغور دیکھا تو جبریل علیہ السلام نظر آئے'' انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا اللہ تعالیٰ نے وہ بات سن لی جو آپ کی قوم نے آپ سے کی اور وہ بھی جو انہوں نے آپ ﷺ کو جواب دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف ملک الجبال کو بھیجا ہے **لتامرہ بما شئت فیھم.** ''تاکہ آپ ﷺ اسے ان کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں'' پھر پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی اور سلام کیا اور عرض کیا حضرت **ان اللہ قد سمع قول قومک لک.** ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قوم کی گفتگو سن لی ہے جو انہوں نے آپ ﷺ سے کی ہے'' میں پہاڑوں پر مامور فرشتہ ہوں **وقد بعثنی ربی الیک.** ''مجھے میرے رب نے آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے'' تاکہ آپ مجھے اپنے معاملہ میں حکم فرمائیں۔ فرمائیے آپ کیا چاہتے ہیں اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں ان کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

بل ارجوان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبداللہ وحدہ لایشرک بہ شیئا. ''ایسا ہرگز نہ کرنا کیونکہ مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ وحدہ لاشریک اکیلے ہی کی بندگی کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کریں گے۔'' (بخاری ومسلم)

مذکورہ بالا واقعہ میں داعیان دین متین اور دعوت واصلاح کے راہیوں کے لیے آپ ﷺ کے اخلاق وکردار کا لاجواب اور عظیم الشان نمونہ موجود ہے اور مشعل راہ کی حیثیت کا حامل ہے کہ آپ ﷺ ایذاء دینے والوں کے حق میں بھی دعائے ہدایت فرماتے، جہلاء سے درگزر فرماتے اپنی ذات کے لیے بدلہ نہ لیتے تھے اور وعظ ونصیحت، دعوت وتبلیغ کے راستے میں آنے والی ہر آزمائش وابتلاء صبر وحوصلے سے برداشت فرماتے تھے اور ان پر مشتعل نہیں ہوتے تھے۔

وارثان انبیاء دعوت وتبلیغ میں مصروف دعاۃ ومدرسین کے لیے تاقیامت بہترین اسوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رحمت دوعالم ﷺ کا اسوۂ حسنہ اپنانے کی توفیق عنایت فرمائے، تاکہ اعلائے کلمۃ اللہ کی اشاعت کے لیے بھرپور کردار ادا کرسکیں۔

خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ فرمایا کرتے تھے:

اُہدی اک اکیلوی جان سی
اُہدا دشمن سارا جہان سی
سچی گل تے مٹھی زبان سی
تاہیوں سارے جہاں تے چھا گیا

قرآن مجید کی سورۃ النحل آیت ۱۲۵ پارہ ۱۴ میں ہے: **ادع الی سبیل ربک بالحکمة......الخ** ''لوگوں کو حکمت (تدبر) اور اچھی نصیحت سے (جس میں سختی نہ ہو) اپنے رب کی طرف دعوت دیا کرو اور پسندیدہ طریقے (بہتر طور پر) ان سے بحث ومباحثہ کرو بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے۔''

داعیان دین کو اچھی نصیحت اور حکمت ودانائی کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا، انتہائی عقل مندی اور نہایت سنجیدگی سے مخاطبین کی ذہنیت کو سامنے رکھتے ہوئے پوری دلجمعی، مکمل انہماک اور دلسوزی سے وعظ وتبلیغ کرنا ہوگی اور انہیں باور کرنا ہوگا کہ ان کے فائدے کی بات بتائی جارہی ہے۔ یقیناً ایسی بات اثر دکھائے گی، کیونکہ

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

دعوت دین کا اصل مدعا مقصود دینی اصولوں اور تعلیمات پر کاربند ہونا ضروری ہے تاکہ سچ یا جھوٹ یا جیسے بھی ہو اپنی بات کا مخاطب کو قائل وفاعل کرنا۔ داعی حق کو یہ فکر نہ ہو کہ کون اس کی سنتا ہے اور کون کان نہیں دھرتا، نتیجہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جبکہ داعیان کے لیے تو صرف **ان علینا الا البلاغ** ہے۔

سورۃ القصص میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اے محبوب ﷺ **انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء.** ''بے شک ہدایت آپ جسے پسند کریں نہیں دے سکتے کیونکہ ہدایت تو اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں''

مفتی بریلویہ نعیم الدین مرادآبادی نے تفسیری حاشیہ خزائن الفرقان ترجمہ کنزالایمان میں لکھا ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ داعی کے چاہنے یا نا چاہنے سے ہدایت نہیں ملتی بلکہ ہدایت تو صرف اللہ ذوالجلال کی رحمت ہے جس پر چاہے اپنی رحمت کی برکھا برسائے، کیونکہ وہ **ان اللہ علی کل شیء قدیر** ہے۔

☆.........☆.........☆

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون مدیرِ مسؤل (042) 5854010
فون مدیرِ اعلیٰ تنظیم اہلحدیث (042) 6581025
C.P.L - 104

جامعة الرحمٰن (رجسٹرڈ)

امین ٹاؤن کالونی نمبر 3 خانیوال — 9 مارچ 2012ء

خطبہ جمعة المبارک

ان شاء اللہ

نوٹ
خطبہ جمعہ ٹھیک 12:30 پر شروع ہو جائے گا

خواتین کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا

فضیلة الشیخ
مفسر قرآن، محقق عالم دین، سرمایہ اہل حدیث
حضرت مولانا حافظ
عبدالوہاب روپڑی صاحب
حفظہ اللہ

فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ ارشاد فرمائیں گے۔
آف لاہور

0333-6226994
خبیب احمد سعیدی انتظامیہ جامعة الرحمن (رجسٹرڈ) امین ٹاؤن کالونی نمبر 3 خانیوال